New Era Magazine
NEW ERA MAGAZINE
تیرے سنگ عید لاگے
از قلم جیا بلوچ
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

تیرے سنگ عید لاگے

از جیا بلوچ

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اس نے یاسیت سے کپڑے استری کرتے ہوئے کئی بار کی طرح ایک بار پھر کیلنڈر پر نظر ڈالی اٹھائیس رمضان المبارک تاریخ نظر آئی۔ تین ماہ ہو گئے تھے وہ اس سے ناراض ہو کر گیا تھا جو ایک پل بھی اسے اپنی نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دیتا تھا اب فون پر بھی لفٹ نہیں کرواتا تھا۔ وہ اسے بہت یاد کرتی تھی مگر اس بے وفا نے ایک بھی میسیج یا کال کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا تھا۔

ایسے تھوڑی ہوتے ہیں دوست جیسے تم نکلے مانی۔ وہ تصور میں اس سے مخاطب ہوئی۔

کیا سوچ رہی ہو؟ کب سے استری ہاتھ میں لیے ایک ہی قمیض پہ پھیر رہی ہو؟ ثمینہ بیگم جو اسے کب سے نوٹ کر رہی تھیں آخر کار بول ہی پڑیں۔

امی! مجھے لگتا ہے رمضان کے بعد عید ضرور آئے گی آپ کو کیا لگتا ہے؟ وہ انھیں تنگ کرنے کی نیت سے بولی ورنہ اسے بجھا بجھا سا دیکھ کر انھوں نے بھی پریشان ہو جانا تھا۔

فٹے منہ تیرے ہر پاسے روزے میں کھڑی ہے کب سے دفع کر اب ذرا بیٹھ جا پھر کہے گی ہائے روزہ لگ رہا ہے۔ ثمینہ بیگم نے بھرپور طریقے سے اس کی نقل اتاری تو وہ بے ساختہ کھلکھلا کر ہنس دی۔

اماں "فٹے منہ تیرے ہر پاسے" کہنے سے روزہ ٹوٹ نہیں جاتا ہو گا آپ کا؟اس نے استری کا پلگ نکال کر کپڑے ہینگر پر لٹکانے کے بعد ٹھوڑی پر شہادت والی انگلی رکھ کر شرارت سے پوچھا۔

جب تیرے اوٹ پٹانگ کام کرنے سے نہیں ٹوٹتا تو میرے کہنے سے بھلا کیونکر ٹوٹنے لگا۔اماں کے جواب پر وہ صرف مسکرا کر رہ گئی۔

اماں !مانی عید پر تو آئے گا نہ۔اماں کی گود میں سر رکھتے اس نے دھیرے سے سوال کیا۔

ہاں لیکن اس نے کہا ہے عید پر وہ نکاح کر کے ہی جائے گا تیری بڑی امی نے تو لڑکی بھی پسند کر لی ہے ہم سوچ رہے ہیں لگے ہاتھوں تجھے بھی نبٹا ہی دیں۔ثمینہ بیگم نے اس کے بال سہلاتے ہوئے کہا۔

اماں !مانی شادی کر رہا ہے اور وہ بھی بڑی امی کی پسند سے مجھے بتانا بھی گوارا نہیں کیا اتنی بڑی سزا دے گا اب وہ مجھے۔اس نے بے یقینی سے ثمینہ بیگم کو دیکھا۔

تجھے کیوں اتنا فرق پڑ رہا ہے ویسے بھی تجھے کیپٹن چاہیے تھا تیرے بابا نے ڈھونڈ لیا ہے اب بس عید پہ نکاح کر دیں گے۔ثمینہ بیگم نے جیسے اس کے سر پر بم پھوڑا تھا۔وہ ابھی

تک شاک میں تھی اسے کیوں فرق پڑ رہا تھا؟ایک ایک کر کے ان دونوں کے ایک ساتھ گزارے گئے لمحات یاد آنے لگے۔

تمہارا رانجھا تمہارے پیچھے کھڑا ہے اور تم کیسی ہیر ہو کہ اپنے رانجھے کا دیدار کرنے سے ہی محروم ہو۔وہ کچن میں کھڑی گندے گندے منہ بناتی آٹا گوندھ رہی تھی جب اسے اپنی پشت پر اس کی آواز سنائی دی۔

پہلی بات تو یہ میں ہیر نہیں عرشین ہوں،دوسری بات یہ کہ تم میرے رانجھے نہیں ہو البتہ کسی اور کے ہو سکتے ہو،تیسری بات یہ میرا تو کیپٹن ہے میرے خوابوں کا شہزادہ۔

عرشین عرف عرشی نے آٹا گوندھتے ہوئے گردن موڑ کر نئے زمانے کے رانجھے کو دیکھا ہمیشہ کی طرح اس کے کیپٹن کے نام پر جسکا منہ لٹک گیا تھا۔

میری جان تم بس یہی کیپٹن کے خیال دیکھ دیکھ کر ساری عمر میرے سنگ گزار دو گی۔

ارشان نے اسے حقیقت کا رخ دکھانا چاہا جس پر وہ تڑپ اٹھی۔

نہ جی نہ زندگی تو میں گزاروں گی اپنے کیپٹن کے سنگ اور تم سارے دیکھتے رہ جاؤ گے

اور خبر دار جو مجھے جان کہا جان نکال دوں گی میں تمہاری۔ وہ آٹا گوندھنے کے بعد سنک میں ہاتھ دھو کر پلٹی تو ہاتھ میں چھری لیے اسے دھمکی دینے والے انداز میں بولی۔

تمہاری اس بات پر تو ایک شعر عرض ہے:

ملاوٹ کا دور ہے غالب

ہاں میں ہاں ملا دیا کرو

اس چھری کو دیکھتے ہوئے بھلا میں کیسے نہ تمہاری ہاں میں ہاں ملاؤں اور ہاں تم میری دوست ہو میری مرضی جان کہوں یا مان کہوں۔اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا کوئی بھروسہ نہیں تھا غصے میں آ کر وار ہی کر دیتی۔

مانی کے بچے سدھر جاؤ تم۔ عرشی نے اب کی بار اس کا نشانہ لے کر چاقو اس کی جانب پھینکا اس سے پہلے کہ چاقو اس کو لگتا وہ کچن سے باہر بھاگا۔ چاقو دیوار سے ٹکرا کر فرش پر آن گرا۔

مانی کے بچے تو تب آئیں گے جب ان کی اماں عرشین صاحبہ کے سر سے کیپٹن کا بھوت اترے گا۔ارشان کا سر کچن کے دروازے میں دکھائی دیا اس سے پہلے وہ اس بار سچ مچ

بیلن سے اس کا سر توڑتی وہ غائب ہوا۔

گدھا کہیں کا۔۔۔وہ اسے لقب سے نوازتی کچن کی ابتر حالت کا جائزہ لینے لگی جو اسی کے کاہل ہاتھوں سے ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔

کب آئے گا میرا کیپٹن، میرا خوابوں کا شہزادہ۔وہ پانی کا جگ ہاتھوں میں لیے خیالوں کی دنیا میں پہنچ گئی۔

عرشی ! فٹے منہ تیرے ہر پاسے۔اس قدر جارہانہ پکار اور تعریف بھرے جملے پر وہ فوراً ہوش میں آئی مگر ہاتھ میں پکڑا شیشے کا جگ اس افتاد پر زمین بوس ہو گیا سامنے اماں کمر پر دونوں ہاتھ رکھے کچن کی ابتر حالت کو دیدے پھاڑ کر دیکھ رہی تھیں۔

آٹے کے ڈرم کے پاس کچھ آٹا فرش پر گرا تھا پانی کے چھینٹے سلیب پر گرے تھے آٹے والے پرات میں گوندھا گیا آٹا ایسی شکل دکھا رہا تھا جیسے کچھ لمحے پہلے اس کے ساتھ کشتی لڑی گئی ہو اور اب کانچ کا جگ زمین بوس ہونے کے باعث فرش پر پانی کسی ندی کی مانند پھیلتا نظر آیا۔انھوں نے کچن کا جائزہ لینے کے بعد اپنی پھوہڑ بیٹی کو دیکھا۔جو ایسے کھڑی تھی جیسے ایوارڈ شو میں ایوارڈ لینے کی منتظر ہو۔

ہوش میں تو ہو پھوہڑ لڑکی۔ ثمینہ بیگم نے ایک دھپ اسے ایوارڈ میں پیش کی۔

اونہوں مما آپ بھی نا میرا کیپٹن چلا گیا بڑا شوق ہے آپ کو بھی کباب میں ہڈی بننے کا بڑی مشکل سے تو وہ آیا تھا۔ عرشمین کی باتیں سن کر ثمینہ بیگم کا دل چاہا پاؤں سے جوتا اتار کر اس کی اچھی خاصی مرمت تو کر ہی ڈالیں مگر صرف اتنا ہی بول سکیں :

فٹے منہ تیرے ہر پاسے اب دفع ہوتی ہے کہ ہاتھ پکڑ کے نکالوں تجھے۔

ہائے ہائے اماں میں نے کیا کر دیا آپ تو مجھے گھر سے نکالنے پہ تل گئی ہیں۔ عرشی کی اوور ایکٹنگ شروع ہوئی۔

یہ جو تجھے وہم کی بیماری لگ گئی ہے نا آنے دے تیرے باپ کا فون علاج کرواتی ہوں میں تیرا کنواری لڑکی ہے کیپٹن کیپٹن کرتے تجھے ذرا بھر لاج نہیں آتی۔ پہلے تو ماں کی دھمکی پر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں مگر پھر کمر پہ ہاتھ رکھتے ہوئے بولی :

مجھے کوئی وہم کی بیماری نہیں ہے وہم تو تم سب کو ہوتے ہیں اس لیے تو نہا دھو کر بیچارے میرے کیپٹن کے پیچھے پڑ جاتے ہو۔

تیرا علاج تو میں کرواتی ہوں تیری شادی کروا کے بس بہت پڑھ لیا تو نے۔ ثمینہ بیگم

نے کچن کی حالت درست کرتے ہوئے اسے خونخوار نگاہوں سے دیکھا۔

میری پیاری اماں ایف اے کی تعلیم بہت کم ہوتی ہے بہت کہاں پڑھا ہے اور خبر دار میں کسی ایرے غیرے نتھو خیرے سے نہیں کرنے والی شادی میرا تو کیپٹن آئے گا اس نے وعدہ کیا ہے مجھ سے۔۔۔۔۔۔ماں کی گھوریوں کا نوٹس لیے بغیر وہ کہہ رہی تھی ۔۔۔میں تو عمر بھر انتظار کروں گا اس کا۔

فٹے منہ تیرے ہر پاسے۔ ثمینہ بیگم نے اپنی اکلوتی اولاد کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ہونہہ، اماں کو تو بس یہی کہنا آتا ہے۔وہ بھی بڑبڑاتے ہوئے کچن سے نکل گئ۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خالد صاحب اور حامد دونوں آپس میں بھائی ہیں۔ محمود صاحب نے اپنی زندگی میں دونوں بیٹوں کے لیے الگ الگ گھر بنوا دیے سانجھی دیوار میں ایک عدد دروازہ بھی رکھا گیا تاکہ آمد ورفت میں دقت پیش نہ آئے۔ ثمینہ اور خالد صاحب کی ایک ہی اولاد عرشین جبکہ حامد صاحب اور شائلہ کے دو بچے زینب اور عرشان ہیں۔ بھائیوں سے زیادہ تو جیٹھانی اور دیورانی کا گٹھ جوڑ پورے خاندان میں مشہور ہے۔ زینب شادی شدہ

جبکہ عرشمان آجکل گریجویشن کے بعد فارغ ہے۔ عرشین نے بی۔ایس۔سی میں داخلہ لیا ہوا ہے۔ خالد صاحب سعودی عرب میں کام کرتے ہیں۔ اکلوتی اولاد ہونے کے سبب عرشین گھر بھر کی لاڈلی ہے۔ مگر اس کے کیپٹن سے نجانے کیوں سب کو چڑ لگتی ہے۔ عرشین کا ایک ہی خواب ہے اور وہ کیپٹن کے سنگ زندگی گزارنا ہے مگر کیپٹن کے آثار دور دور تک کسی کو نظر نہیں آتے۔

ارشان عرف مانی مجھے کالج جانا ہے چھوڑ آؤ۔ وہ سانجھی دیوار میں بنے دروازے سے جونہی داخل ہوئی اسے پکارنا نہ بھولی۔

کیسی ہو عرشی بیٹا؟ سانجھی دیوار میں بڑے سے کبوتروں کے پنجرے کے پاس کھڑے حامد صاحب کو نظر انداز کرنے پر وہ پچھتائی۔

اسلام علیکم! بڑے ابا کیسے ہیں آپ؟ سوری میں نے آپکو دیکھا نہیں تھا۔ عرشین نے ان کے قریب جا کر معذرت کرتے ہوئے سر جھکایا تو حامد صاحب نے سر پر ہاتھ پھیر کر دعا دی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں تو چنگا بھلا ہوں بیٹا جاؤ اندر رہے وہ نکما۔ حامد صاحب نے کبوتروں کو باجرہ ڈالتے ہوئے کہا وہ جو کبوتروں کو پنجرے کے اندر ادھر ادھر پھدکتے دیکھ رہی تھی سر ہلا کر اندر بڑھ گئی۔

اسلام علیکم ! بڑی امی کیسی ہیں آپ ؟ کمرے کی طرف جاتے ہوئے کچن میں جھانکنا نہ بھولی۔ بڑی امی نے ناشتہ بناتے ہوئے گردن موڑ کر سلام کا جواب دیا۔ اتنے میں وہ آگے بڑھ گئی۔ ہال کمرے میں صوفے پر آڑا ترچھا لیٹا عرشان نظر آیا۔

چلو اٹھو مجھے چھوڑ آؤ کالج سے دیر ہو رہی ہے۔ حکمیہ انداز پر ارشان نے نظر اٹھا کر اس قاتل حسینہ کو دیکھا جس کی محبت میں وہ بری طرح گرفتار تھا۔ دونوں گھر کے لوگ بھی کہیں نہ کہیں ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھنا چاہتے تھے مگر دونوں کی خوشی سے بس ایک کیپٹن رکاوٹ بن کر کھڑا تھا۔

یہ تو تمہارا کالج کھڑا ہے دو گلیاں چھوڑ کر خود چلی جاؤ۔ اس نے کل والے چاقو حملے کا بدلہ لینا چاہا۔

میرے پاس موٹر سائیکل نہیں ہے نہ مجھے چلانی آتی ہے۔ وہ ایک صوفے پر ٹکتے ہوئے سامنے ٹی وی پر کوئی مارننگ شو دیکھتے ہوئے بولی۔

توپیدل چلی جاؤ۔ عرشین نے اسے دیکھا جو بڑا بے مروت بنا اپنا فون چلارہا تھا۔

اتنی گرمی میں پیدل دماغ ٹھیک ہے تمہارا۔ عرشین کے جواب پر اس کا فون چلاتا ہاتھ لحظے بھر کو رکا تھا سر اٹھا کر ایسے دیکھا جیسے سامنے والی کا دماغ چل گیا ہو۔

اکتوبر میں گرمی۔۔۔۔۔اتنی ہی نازک مزاج ہو تو اپنے کیپٹن سے کہو وہ لے جائے تمھیں ہمیں کیوں اپنے پیچھے خوار کیا ہوا ہے۔ وہ تو جیسے بھرا بیٹھا تھا۔

شش۔۔۔خاموش میں اپنے کیپٹن کے بارے میں کچھ نہیں سن سکتی جلو مرو یہیں بیٹھ کے۔ وہ بھی اپنا بیگ سنبھالتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

ہاں ہاں ہم یونہی سڑتے جلتے رہیں گے تم بھول کے فائر بریگیڈ والوں کو فون نہ کر دینا۔ ۔۔۔اور ہاں چلتی بنو ایک دن پیدل جاؤ گی تو دماغ ٹھکانے پہ آئے گا میں ذرا اپنی ہیر کو فون کرلوں۔ آخر میں بے پر کی اڑانے سے باز نہ آیا اور کوئی نمبر ملا کر فون کان سے لگایا

۔

ٹھیک ہے۔ وہ بھی غصے سے لال، پیلی ہوتی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔ باہر نکلنے سے پہلے اسے ارشان کی بڑبڑاہٹ واضح سنائی دی تھی۔ جو فون کان سے ہٹائے کہہ رہا تھا :

ایک عجیب بدتمیز لڑکی سے واسطہ پڑا ہے جب بھی کال ملاؤ، آگے سے یہی کہتی ہے :

"آپ کا بیلنس ناکافی ہے "

آیا وڈا را نجھا۔ وہ کڑھتے ہوئے باہر نکل گئی۔

صبح تو ٹھنڈا وقت تھا وہ باآسانی کالج پہنچ آئی تھی مگر واپسی پر سورج جیسے تپا ہوا تھا۔ اسے تو ویسے بھی زوروں کی گرمی لگتی تھی۔ اب تو پیاس بھی ستا رہی تھی۔ واپسی پر اس نے گلیوں کی بجائے سڑک سے آنا مناسب سمجھا جو سیدھا گھر کو آتی تھی۔ مگر یہ راستہ کچھ لمبا تھا گلیوں میں اکیلے آنے جانے سے وہ گھبراتی تھی۔ چل چل کر تھک گئی تھی۔ تھکنا تو تھا ہی پہلے کبھی پیدل جو نہیں چلی تھی۔ ارشان ہمیشہ اسے کالج ڈراپ کرتا تھا۔

نجانے سب میرے کیپٹن سے جلتے کیوں ہیں ایک دن میرا کیپٹن ضرور آئے گا خدا سے ہر وقت اس کے آنے کی دعائیں کرتی ہوں مجھے امید ہے ایک دن خدا میری دعائیں ضرور مستجاب کرے گا۔ میرا کیپٹن ضرور آئے گا۔ اس پہر یہ سڑک قدرے سنسان ہوتی اب بھی اکا دکا لوگ موٹر سائیکل زن سے پاس سے گزر گئے تھے۔ اسے اپنا سر

گھومتا ہوا محسوس ہوا صبح بغیر ناشتہ کیے گھر سے نکل آئی تھی اور کالج میں بھی بھوکی رہی تھی۔

یارب! میرا کیپٹن بھیج، مجھے بچا لے۔اس سے پہلے کہ چکرا کر زمین بوس ہوتی دو بازوؤں میں جھول گئی۔

چچی آپ کی دھی رانی تشریف لائی ہے یا نہیں۔ارشان نے درمیانی دروازے سے جھانکتے ہوئے پوچھا سب لوگ بے خبر تھے کہ صبح وہ اکیلی پیدل نکل گئی تھی۔

مانی میرا بچہ میں اسی کی راہ تک رہی ہوں ابھی تک نہیں آئی تم اسے لینے نہیں گئے کیا؟

ثمینہ بیگم کو یاد آیا وہ تو اسی کے ساتھ آتی جاتی ہے۔

نہیں بس میں جا ہی رہا تھا اس لیے پوچھنے آیا صبح کی طرح اکیلی تو نہیں آ گئی۔وہ انھیں جواب دیتا الٹے قدموں نکل گیا۔

عرشی! فٹے منہ تیرے ہر پاسے۔خدا جانے اسے کب عقل آئے گی۔ثمینہ بیگم نے دوپہر کا کھانا بنانے کی غرض سے کچن کا رخ کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بس دیکھ لیا تمہارے کیپٹن کا پیار بھی ابھی میں نہیں آتا تو سڑک پر لاوارثوں کی طرح پڑی ہوتی ہر وقت کیپٹن کیپٹن کرتی رہتی ہو اب کیوں نہیں آیا وہ مرن جوگا۔ارشمان نے اسے سہارا دیتے ہوئے کھری کھری سناڈالی۔

تم میرے کیپٹن سے حسد کرتے ہو نہیں چاہیے مجھے تمہارا سہارا۔وہ لڑکھڑاتے ہوئے اس سے دور ہوئی چند قدموں کے فاصلے پر گھر تھا۔

جی نہیں میں صرف تمھیں پسند کرتا ہوں اور تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا اب شرافت سے چلو گھر۔ارشمان نے سہارا دینے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا۔

یہ سب تمہاری غلطی ہے تم مجھے چھوڑ جاتے اور لینے وقت پر آتے۔وہ ایک ہاتھ کمر پر دوسرے ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے وارننگ دیتے ہوئے بولی۔

زندگی میں کوئی میرا ہو یا نہ ہو لیکن غلطی ہمیشہ میری ہی ہوتی ہے ہے ناں۔ارشمان نے جل کر اس سے تائید مانگی۔

بلکل کوئی شک نہیں ہے۔چار قدموں پر گھر کا دروازہ دکھائی دیا تو اس نے لمبے لمبے

ڈگ بھرتے ہوئے کہا لیکن ارشان کو بھی جلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔دونوں آگے پیچھے گھر میں داخل ہوئے۔

مہارانی صاحبہ! کس سلطنت کی سیر سپاٹے کو صبح اکیلی ہی نکل گئی تھی۔کچن میں روٹی بناتی ثمینہ بیگم نے باہر جھانکتے ہوئے پوچھا۔

اوہ۔اس نے برآمدے میں بنے واش بیسن سے منہ دھوتے ہوئے مڑ کر دیکھا۔کچن سے ہاتھ میں پکڑے گلاس میں چمچ ہلاتے ہوئے باہر نکلتا ارشان لحظے بھر کو رکا۔

توجناب کے پیٹ میں بات نہیں بچی۔عرشین نے ابرو اٹھا کر پوچھا۔

لوٹینگ پیو۔سر کھجاتے ہوئے اسے گلاس پیش کیا۔

بہت شکریہ ویسے آپس کی بات ہے عورت چاہے جتنا روح افزا،لسی اور شکنجبی پی لے اسکے کلیجے کو ٹھنڈک لان کا نیا سوٹ لے کر ہی پڑتی ہے۔اس کے ہاتھ سے گلاس اچکتے ہوئے کمرے میں آکر پنکھا چلایا اور مزے سے پلنگ پر براجمان ہوئی۔

اماں کھانا لائیں۔ٹینگ غٹا غٹ پیا اور خالی گلاس ایک طرف رکھتے ہوئے آواز دی۔

خفا ہو۔ارشمان نے خود کو نظر انداز ہوتا دیکھ کر پوچھا۔

ارشمان! میرے دل پر میرا اختیار نہیں ہے کیپٹن میرا خواب ہے میرا عشق ہے میرا دل کہتا ہے ایک دن میرا کیپٹن میرے روبرو ہو گا۔وہ ٹرانس کی کیفیت میں اسے اپنے دل کے حال سے آگاہ کر رہی تھی۔

ارشمان کا دل چاہا اپنا سر پیٹ لے یا کم از کم اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لے مگر فی الوقت ایسا کرنے سے قاصر تھا۔ورنہ وہ پھر سے خفا ہو جاتی۔

عرشی! فٹے منہ تیرے ہر پاسے یہ کیپٹن نامہ جانے کب بند ہو گا تیرا۔وہ کھانا ٹرے میں لے کر آئیں تو اس کی داستان محبت سن کر اپنا ڈائیلاگ کہے بنا نہ رہ سکیں۔

ارشمان نے منہ پر ہاتھ رکھ کر بے ساختہ امڈ آنے والی ہنسی روکی۔جبکہ عرشین نے منہ بنا کر ٹرے اپنی جانب کھینچی۔

آجکل وہ گریجویشن کے بعد فارغ تھا اس لیے ہمہ وقت عرشی کے سر پر سوار رہتا تھا۔

اپنے کمرے میں لیٹا کھڑکی سے دکھائی دیتے چاند کو تک رہا تھا۔دماغ میں صرف ایک

ہی بات اٹکی ہوئی تھی۔

ارشان! میرے دل پر میرا اختیار نہیں ہے کیپٹن میرا خواب ہے میرا عشق ہے میرا دل کہتا ہے ایک دن میرا کیپٹن میرے روبرو ہو گا۔وہ ٹرانس کی کیفیت میں اسے اپنے دل کے حال سے آگاہ کر رہی تھی۔

اب وہ بیڈ سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگا تھا۔دونوں بچپن ہی سے ساتھ پلے بڑھے تھے۔وہ اس سے دو سال چھوٹی تھی تبھی تو ننھی گڑیا کے آتے ہی ارشان نے سب کی دیکھا دیکھی اسے لاڈ کرنا شروع کیا۔وہ نوک جھونک،لاڈ پیار کب محبت میں بدلا اسے پتہ ہی نہ چلا۔بچپن میں زینب آپی فوج سے محبت کی خاطر بڑے شوق سے ملی نغمے سنتی تھیں یہ عادت اتنی پختہ ہوئی کہ ننھی عرشین کو ڈھائی سال کی عمر سے ہی ملی نغمے سنانے شروع کر دیے تھے۔یوں کیپٹن سے شادی عرشین کا دیرینہ خواب بن گیا۔دونوں گھرانے آپسی تعلقات کی مضبوطی کے لیے آپس میں رشتہ کرنے کے خواہاں تھے مگر عرشین کا کیپٹن بہت بڑی رکاوٹ تھی جبکہ عرشین خالد صاحب کی جان وہ اپنی بیٹی کے ساتھ زبردستی کے قائل نہیں تھے۔اکلوتی اولاد کی خوشی ہر چیز سے بڑھ کر ان کے لیے معنی رکھتی تھی۔

جب چلتے چلتے تھک گیا تو صوفے پر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔اضطراب کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔بس ایک ہی سوال ذہن میں تھا۔

کیا میں اپنی محبت بھول سکتا ہوں؟

اس سوال پر ارشمان کی روح جیسے تڑپ اٹھی تھی۔اس نے ہر چیز ذہن سے جھٹکی اور میز پر پڑا لیپ ٹاپ آن کر لیا۔اسکرولنگ کے دوران اسکرین پر اس کا ہاتھ ایک جگہ ساکت ہوا۔ایک بار پھر عرشین کا چہرہ اس کے ذہن میں عود آیا۔

"میرا دل کہتا ہے ایک دن میرا کیپٹن میرے روبرو ہوگا"۔

اس بات پر اس کے لبوں پر عجیب سی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

بڑی امی! وہ لنگور کہاں گیا؟ نظر نہیں آرہا۔عرشین صحن میں آئی تو اسے ساتھ والے گھر سے جیٹھانی دیورانی کی آوازیں آتی سنائی دیں۔اس نے بھی درمیانی دروازے سے ان کے صحن میں قدم رکھا اور پھر ڈربے میں قید کبوتروں کا جائزہ لیتے ہوئے بولی۔

عرشی ! فٹے منہ تیرے ہر پاسے میں کہتی ہوں چھوٹے بڑے کا لحاظ تو بھولتی جارہی

ہے۔سبزی کاٹتے اماں نے فرش پر پڑی چپل اٹھا کر اس کا نشانہ لیا جو بے عزتی کے خوف سے منہ چھپائے کھڑی تھی۔جوتا سیدھا اس کی کمر میں لگا تھا۔وہ اس حملے سے بے خبر ہونے پر تلملا ہی اٹھی۔

واہ اماں بڑی ہی تیز سروس ہے تمہاری پہلے صرف ہوائی تیر چھوڑتی تھی اب سیدھے سیدھے حملے کرنا بھی شروع کر دیے ہیں کسی ایک چیز پر قائم رہو نا۔اپنی کمر سہلاتے ہوئے تیز قدموں سے اندر کا رخ کیا۔اب یہ بدلہ مظلوم ارشان نے چکانا تھا۔اس کے انداز پر بڑی امی مسکرائی تھیں جبکہ ثمینہ بیگم ہاتھ دھونے کے لیے اٹھ گئیں۔

اٹھ بھی جاؤ تم یا میں نے ٹھیکہ اٹھا رکھا ہے روز آ کے تمھیں جگانے کا۔عرشین نے خراب مزاج کے ساتھ کمرے میں داخل ہو کر اسے سوتا دیکھا تو صوفے پر پڑا کشن اوندھے منہ لیٹے ارشان کو مارتے ہوا کہا۔

ہاں تو کبھی کبھی جگا دینے سے تمہاری کونسی انرجی ضائع ہو جاتی ہے اور یار کبھی پیار سے ہی جگا دیا کرو آتے ہی گولہ باری شروع کر دیتی ہو۔اس نے اپنی کمر سہلاتے ہوئے کہا بڑی زور کا لگا تھا۔

میں تو کہتی ہوں ایک عدد مرغا پال لو جس کی بانگ پر نہیں اٹھے تو کم از کم چونچیں مار کے روز جگا دیا کرے گا۔ بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے۔ارشان نے آنکھیں مسلتے ہوئے اسے دیکھا جو سر سے لے کر پاؤں تک تپی بیٹھی تھی۔ایک تو وہ رات ٹھیک سے سو نہیں پایا تھا اور اب اس نے سونے نہیں دینا تھا۔

کیا ہوا ہے تمھیں لگتا ہے کیپٹن خواب میں نہیں آیا تمہارے۔اس نے اپنی پوزیشن بدلی پہلے عرشین کی سمت ٹانگیں تھیں اب اس طرف سر رکھا اور دونوں ہاتھوں کے اوپر چہرے کو ٹکاتے ہوئے اس کے تاثرات جانچنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مار کھا کر آرہی ہوں اپنی اماں سے۔عرشین نے جل کر کہا مقصد اپنا دکھ کم کرنا تھا یا غم بانٹنا۔

اوہو تو محترمہ مرمت کرواکے آرہی ہیں۔اس نے بے شرمی سے دانت نکالے جیسے یہ تو روز کی بات ہے کیا غم لگانا۔

تم ان کی طرف ہو یا میری طرف دشمن کہیں کے۔عرشین نے اس کے بال نوچنے کے لیے دونوں ہاتھ آگے بڑھائے مگر اس کی بھولی شکل دیکھ کر جھنجھلاہٹ میں پیچھے کر لیے۔

شکر ہے بال بال بچ گیا۔۔۔ویسے عرشی کچھ بھی کہو رونے اور مار کھانے کے بعد نیند بڑی مست آتی ہے۔۔۔ایک کام کرو تم بھی اسی صوفے پر سو جاؤ مجھے تو بڑی مست نیند آئی ہے۔کہتے ساتھ ہی کشن پر سر رکھ کے آنکھیں موند گیا۔

مانی! وہ اس کے کان میں گھسی سرگوشی میں بولی۔

ہمممم۔۔۔۔اس نے نیند میں ہنکارا بھرا حواس ابھی گم نہیں ہوئے تھے۔

تمہاری مست نیند کو دیکھ کر مجھے شبہ ہو رہا ہے کہیں تم بھی پٹ کر تو نہیں سوئے۔۔۔ آنکھیں بند کیے سونے کی کوشش کرتے ارشان نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا تھا دونوں کی نظریں لمحہ بھر کو ٹکرائیں۔۔۔۔

ہی ہی ہی۔۔۔۔۔میں تو سونے لگی ہوں مست نیند آ رہی ایک عدد چپل کھانے کے بعد۔۔۔وہ کہتے ساتھ ہی اسی صوفے پر ڈھیر ہو گئی تھی۔وہ بھی آنکھیں موند گیا۔

زینب آپی میکے آئی ہوئی تھیں۔ان کے آتے ہی ثمینہ بیگم، شمائلہ اور زینب تینوں خواتین بازار چلی گئی تھیں۔ ثمینہ بیگم ارشان کو عرشین کی نگرانی کا کہہ کر گئی تھیں۔

اس بے وقوف کا کیا پتہ کب کیا کر بیٹھے۔ارشمان تو انھیں اپنی ساسوماں بنانا چاہتا تھا چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکا۔کیا خبر وہ اس کے انکار پر ناراض ہو جاتیں اور کل کو بیٹی کا ہاتھ دینے سے ہی منع کر دیتیں۔

عرشی! یار کھانا گرم کر دو۔ارشمان نے ایک بار پھر اس کی منت سماجت کی مگر وہ تو اپنا کیپٹن نامہ بند کرنے پر تیار نہیں تھی۔اسے بہت بھوک لگ رہی تھی مگر مجال ہے یہ لڑکی اس کی ایک پکار پر کوئی کام کر دے۔وہ خود اس کے کہنے سے پہلے کام کر دیا کرتا تھا۔

صبر کر لو تھوڑا،یہ دیکھو کتنا پیارا لگ رہا ہے وردی میں ہائے۔وہ اپنے فون پر فوجیوں کی تصویریں نکالے دیکھ رہی تھی۔اس بار ارشمان تپ کر اٹھا اور کچن کا رخ کیا۔

ارشمان! ناراض ہو گئے۔۔۔وہ اسے کمرے میں نہ پا کر فون ایک طرف رکھ کر کچن میں آئی تو وہ خراب موڈ کے ساتھ پلیٹ میں سالن نکال رہا تھا۔۔۔۔ادھر لاؤ میں کھانا گرم کر دیتی ہوں۔

میں خود کر لوں گا۔ارشمان نے سالن کا ڈونگا فریج میں رکھتے ہوئے منع کیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اچھا بابا سوری۔۔۔لاؤنا میں کر دیتی ہوں اتنی ناراضگی اچھی نہیں ہوتی۔۔۔وہ اس کی گدگدی کرتے ہوئے بولی۔ مگر وہ ٹس سے مس بھی نہ ہوا۔وہ صبح سے بھوکا تھا عرشین کو کئی بار کہتا رہا تھا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی تھی۔اب وہ ناراض ہو کر اٹھ آیا تو وہ پیچھے دوڑی چلی آئی تھی۔

عرشی! تم ہمیشہ ایسے کرتی ہو مگر میں ہی کملا ہوں دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر تمہاری ہر پکار پر دوڑا چلا آتا ہوں تمہاری ہر بات برداشت کرتا ہوں مگر اس وقت میری برداشت جواب دے رہی ہے مہربانی فرماؤ اور میرا پیچھا چھوڑو۔وہ تو جیسے بھرا بیٹھا تھا صاف صاف کھری کھری سنا ڈالی۔عرشی نے برا نہیں منایا جانتی تھی اس کی غلطی ہے۔

پیچھا چھوڑ دوں۔عرشین نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے اسے دیکھا جو سالن اوون میں گرم کر رہا تھا۔

ہاں چھوڑ دو۔وہ جل کر بولا۔

سوچ لو پیچھا چھوڑ دوں؟اس نے ایک بار پھر پوچھا آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی

۔

ہاں ہاں ہاں۔ارشمان نے تنگ آکر کہا۔

اوکے۔اتنا کہہ کر وہ جانے لگی۔

اتنا تنگ ہو مجھ سے۔ارشمان نے مڑ کر اس کا ہاتھ تھاما عرشی کے قدم رکے اس نے نظریں اٹھیں دونوں کی نظریں چار ہوئیں۔

تم تو تنگ نہیں ہو پھر میرے تنگ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے؟عرشین آنکھیں چرا کر بولی۔

ہاہاہا۔۔۔تم نے تو یار مجھے اپنا اسیر کر لیا ہے ایک دن میں بھی کر ہی لونگا۔وہ پریقین لہجے میں گویا ہوا۔

جانتے ہو نا کہ اگر تم کیپٹن بن کر میرے سامنے آئے تو میں تمہارا ہاتھ تھامنے سے گریز نہیں کروں گی۔۔۔۔شرط کیپٹن ہونا ہے۔۔۔وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر کچن سے باہر نکل گئی۔

ارشمان اس کی سوئی ایک ہی جگہ اٹکی دیکھ کر سر ہلا کر رہ گیا۔

امی آپ ایک بھی سوٹ لال رنگ کا نہیں لائیں میرے لیے۔ عرشین نے بازار سے آئی خواتین کو پانی پیش کرنے کی بجائے ثمینہ بیگم کے سامنے رکھے شاپروں میں سے کپڑے نکال کر دیکھتے ہوئے کہا۔

عرشی! میں کہتی ہوں فٹے منہ تیرے ہر پاسے تجھے آتے ساتھ ہی سرخ جوڑے کی پڑ گئی ہے یہ نہیں کہ بازار سے آئی ہیں تینوں کو پانی ہی پلا دوں۔ ثمینہ بیگم نے ارشان کو تین گلاس پانی کے لاتے دیکھ کر بیٹی کو جھڑکا۔

پہلے بھی تمہاری الماری سرخ جوڑوں سے بھری پڑی ہے آخر کتنے سرخ جوڑے چاہیئں تمھیں؟ زینب آپی نے اس کا لٹکا منہ دیکھ کر کہا۔

لڑکیاں شوق سے ہر رنگ پہنتی ہیں اس محترمہ کو سرخ کے سوا کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا ۔۔۔۔وہ نجانے کیا کچھ کہتیں عرشین نے بات ٹوک دی۔

بس کریں اب یہ کپڑے سلوا دیں۔

صبر نامی شے بھی کوئی ہے تمہارے اندر۔ ثمینہ بیگم نے اسے جھاڑ پلاتے ہوئے کپڑے واپس شاپروں میں رکھنے شروع کیے۔

بڑی امی آپ مجھے اپنے گھر لے جائیں مجھے نہیں رہنا یہاں۔ڈانٹ پہ ڈانٹ سننے کے بعد شائلہ بیگم کو اپنے گھر جاتا دیکھ کر اس نے منہ بنا کر کہا تھا۔

بھئی ہم تو تمھیں ابھی لے جائیں مگر تمہارے کیپٹن کا کیا بنے گا۔ارشان کے کہنے پر عرشین نے اسے گھورا تھا۔

میں اس لے جانے کی بات نہیں کر رہی۔اس کے انداز پر زینب اور بڑی امی دونوں ہی مسکرادیں۔

عرشی! بند کرو ڈرامے۔ثمینہ بیگم نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

ویسے تو بڑے شوق سے ڈرامے دیکھتی ہیں اگر میں کروں تو پھر غصہ ہو جاتی ہیں۔اس نے کشن میں منہ چھپاتے ہوئے کہا۔

بس بس میری بچی خبردار ثمینہ جواب تو نے ڈانٹا تو۔بڑی امی نے عرشی کو دلاسہ دیا۔

عرشین کہیں گھومنے چلیں۔آج اتوار تھا اور وہ کہیں جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔اسی نیت سے ان کے پورشن میں آیا وہ پلنگ پر کتابیں پھیلائے بیٹھی تھی۔

کہاں لے چلو گے اس پہر اپنی ہیر کو؟ عرشین کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

جہاں میرا دل کرے گا۔ وہ دروازے سے ٹیک لگائے چھاتی پہ ہاتھ باندھے مسکراتے ہوئے بولا۔

تمہارا دل کرے اور تم باتھ روم لے کے چلے جاؤ تو۔۔۔۔ واہ جی واہ میری توبہ ایسے گھومنے سے۔۔۔۔۔۔ اسے اپنے بچپن کا قصہ یاد دلاتے ہوئے بولی بچپن میں ایک بار وہ اماں کو تنگ کر رہی تھی۔ ارشان نے اسے گھمانے کا بہانہ کر کے باتھ روم میں بند کر دیا جس کا طعنہ وہ آج بھی دینے سے باز نہیں آتی تھی۔

اب ایسا کمینہ بھی نہیں ہوں۔ ارشان وہ پل یاد کر کے مسکرا دیا۔

معصوم بھی تو نہیں ہو۔ عرشین کونسا پیچھے رہنے والی تھی۔

چلو بھئی میں تو تیار ہو کے آ گئی ہوں۔ زینب آپی نے انھیں اپنی آمد کی اطلاع دی۔

عرشین بھی تیار ہونے کے لیے اٹھ گئی۔

وہ شام یقیناً یادگار ہونے والی تھی۔

اگلے دن ارشمان اسے کالج چھوڑنے کے لیے آیا تو آئینے کے سامنے کھڑی تیز میوزک لگائے وہ ہل ہل کر تیار ہو رہی تھی۔ کل رات خوشگوار آؤٹنگ کا اثر ابھی تک نظر آرہا تھا۔

خیر ہے کس خوشی میں ناچ رہی ہو؟ ارشمان نے آئینے میں نظر آتے اس کے عکس کو دیکھ کر سوال کیا۔

تمہاری شادی پہ کروں گی اس لیے ابھی سے پریکٹس شروع کردی ہے۔ اسے مزے سے چڑاتے ہوئے بولی۔

ہمارے ہاں دلہنیں ڈانس نہیں کرتیں اپنی شادی پہ۔ ارشمان کی بات کا مطلب وہ سمجھ گئی مگر خاموش رہی جانتی تھی جتنا اسے ٹوک لے وہ اپنی بات پہ اڑا رہے گا۔

مانی بیٹا بھابھی بتا رہی تھیں تم نے کہیں اپلائی کیا ہے پڑھائی کے لیے۔ ثمینہ بیگم کمرے میں داخل ہوئیں تو اسے بیٹھا دیکھ کر یاد آیا۔ جس پر عرشین مڑی تھی۔ اسے ابھی تک اس خبر کی بھنک کیوں نہیں پڑی تھی؟

جی چچی بس کچھ دنوں میں جاؤں گا فیسیں جمع کروانی ہیں پھر ہاسٹل شفٹ ہو جاؤں گا

آپ بھی ایک عدد کیپٹن داماد کا بندوبست کرلیں وگرنہ اس مہارانی کے کام کون کرے گا؟وہ مسکراتے ہوئے عرشین کے ہونق چہرے کو دیکھنے لگا۔عرشین نے تاثرات سے وہ لطف اٹھارہا تھا جب وہ سامنے آئی۔

سچ بتاؤ تم چلے جاؤ گے؟

فی الحال تو تم چلو آج بائیک بھی نہیں ہے پیدل جانا ہے اور دیر ہو رہی ہے تمھیں۔وہ اس کی بات نظر انداز کرتا آگے بڑھا۔عرشین نے اسے فالو کیا۔

مجھے لینے پیدل مت آنا سمجھے۔وہ اسے انگلی سے وارننگ دیتے ہوئے بولی۔

ہاں ہاں ہوائی جہاز لے کر آؤں گا کہیں اکتوبر کی آخری تاریخوں میں تم سورج کی اس گرمی میں پگھل ہی نہ جاؤ اور ویسے بھی میں اپنی ہیر کو کسی قیمت پر کھو نہیں سکتا۔آخر میں اسے چھیڑنے کی غرض سے گنگنانے لگا :

سوہنیے،ہیریے،ماہیے

بس کرو نہیں ہوں میں تمہاری سوہنیے،ہیریے،ماہیے کس قدر فضول الفاظ ہیں۔کالج

کے گیٹ پر پہنچ کر عرشین نے اسے گھوری سے نوازا اور گیٹ عبور کر گئی۔ارشان کو ضروری کام سے جانا تھا سو وہ تیز قدموں سے پیچھے کو مڑ گیا۔

ارشان تمہارا جانا ضروری ہے کیا؟ میں کتنا مس کروں گی تمھیں تم دوسرے شہر چلے جاؤ گے۔وہ کالج سے آکر سارے ضروری کام نمٹانے کے بعد ان کے پورشن میں آئی تھی۔

ضروری ہے یہ کیونکہ تم تو صاف انکار کر دیتی ہو ہر بار مجھے ایک نا ہونے والے کیپٹن کی خاطر اگر پڑھوں گا نہیں تو جاب نہیں ملے گی جاب نہ ہوئی تو ہیر کہاں سے آئے گی اب مجھے اپنا بھی سوچنا چاہیے جیسے تم نے کیپٹن کے سنگ زندگی گزارنے سے متعلق سوچ رکھا ہے۔عرشین نے اسے دیکھا کہ تو وہ بھی ٹھیک رہا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے میں چلتی ہوں اماں نے صحن دھونے کا حکم جاری کیا تھا۔وہاں سے اٹھ کر اپنے پورشن میں آئی۔ارشان نے اسے اداسی کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو کچھ سوچنے لگا۔

جسے زندگی ڈھونڈ رہی ہے

کیا یہی وہ مقام میرا ہے

بس چین سے یہاں رک جاؤں

کیوں میرا دل مجھے کہتا ہے

وہ چارپائی پر فون پہ میوزک اونچی آواز میں لگانے کے بعد صحن سے وائپر کے زریعے پانی نکال رہی تھی کبھی موڈ میں آتی تو اونچا اونچا گانے لگتی۔

جسے زندگی ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔ آہ !

اچانک ثمینہ بیگم نے اپنی چپل سے اس کا نشانہ لیا جو بے خبر کھڑی عرشی کی کمر میں ٹھاہ کر کے لگا تھا۔

شرم نہیں آتی گانے سنتی رہتی ہے۔۔۔ نہ کسی آئے گئے کا لحاظ ہے۔۔۔ فٹے منہ تیرے ہرپاسے۔ وہ بھی عادت سے مجبور تھیں اپنا ڈائلاگ بولنے سے باز نہ آئیں۔

عرشین نے چپ کر جانے میں ہی عافیت جانی نہیں تو جانتی تھی اماں نے پرانے ہتھیار

استعمال کرنے ہیں جن کا نشانہ وہ متعدد بار بن چکی تھی اس معاملے میں ثمینہ بیگم بہت سخت تھیں۔وائپر کو اس کی جگہ کھڑا کیا ہاتھ مل مل کر دھوئے اور پھر چارپائی سے فون اٹھا کر پلنگ کر لیٹ گئی۔

ڈیٹا آن کر کے فیس بک کھولی تازہ پوسٹ پر نوٹیفکیشن دیکھنے لگی۔اتنے میں اسے ارشمان کا کمنٹ موصول ہوا۔

عرشین تم کتنی خوش نصیب ہو گا نے سنو تو کوئی نہیں روکتا یہاں اگر میں سن لوں تو امی کی چپل کمر پہ نشان چھوڑ جاتی ہے۔ساتھ چڑانے والے ایموجی بھی موجود تھے۔

اوہ۔۔۔۔تو اماں اس آئے گئے کا لحاظ کروا رہی تھیں مجھ سے کل صبح آئے تو سہی کچا چبا جاؤں گی۔اس نے فون ایک طرف رکھتے ہوئے سوچا۔

مگر وہ اسے کچا نہیں چبا سکتی تھی۔ورنہ اسے کالج چھوڑنے کون جاتا؟اس نے جلدی سے ناشتہ کیا اور تیار ہونے لگی۔اتنے میں ارشمان بھی آ گیا۔

تعریف اس خدا کی جس نے مجھے بنایا

جتنا سویٹ بنایا، اتنا ہی کیوٹ بنایا

سڑو سڑو۔۔۔۔۔۔آئینے کے سامنے کھڑی وہ شعر گنگنا رہی تھی پیچھے بیٹھے ارشمان کر نظر پڑی تو کہے بنا نہ رہ سکی۔

کتنی بد تمیز ہو؟ارشمان نے منہ بنا کر کہا۔

ہاں ہوں میں بد تمیز۔۔۔اب ماتھے پہ لکھواؤں کیا؟وہ لاپرواہی سے کہتی بیگ میں فون ڈالنے لگی۔

بڑے ابا موٹر سائیکل آفس لے گئے تھے سوانھیں آج پھر پیدل جانا تھا۔

تمہاری آواز کتنی بری ہے؟عرشین نے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

تمھیں کس نے کہا؟ارشمان نے ابرو اچکائے۔

اس دن گا تو رہے تھے سوہنیے۔۔۔۔وہ بلکل بھدے انداز میں گاتے ہوئے بولی۔

تم نے ابھی تک میری آواز سنی ہی کہاں ہے ابھی گانا گایا ناں تو یہ لڑکیاں رک جائیں گی اور گرویدہ نہ ہوئیں تو کہنا۔اسے چیلنج کرنے کے بعد اک نظر سامنے سے آتی لڑکیوں کو دیکھا اور گلا کھنکار کر گانے لگا :

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تیرے قدموں میں بچھ جانے کو جی کرتا ہے"

عرشین نے فون نکال کر ویڈیو بنانی شروع کی۔اچانک ہی ان لڑکیوں تک پہنچنے سے پہلے ہی سڑک پر پڑا پتھر اس کے پاؤں سے اڑا اور وہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا۔دیکھتے ہی دیکھتے لڑکیوں کے قدموں میں جا گرا۔لڑکیوں کا قہقہہ بلند ہوا۔

عرشین نے ویڈیو سیو کی اور آگے بڑھ کر اسے سڑک سے اٹھنے میں مدد دی۔

تم تو سچ مچ ہی ان کے قدموں میں بچھ گئے۔۔۔ہاہاہاہاہا۔۔۔ارشان نے منہ بنایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

پانچ ماہ پہلے اسے جلدی میں جانا پڑ گیا تھا اور عرشین کالج میں تھی سو اسے ملے بغیر ہی چلا گیا۔فون پر عرشین بہت ناراض ہوئی تھی مگر اس بار وہ دو دن کی چھٹی پر آیا تھا۔جانے سے پہلے عرشین نے ساتھ اچھا وقت گزار کر جانا چاہتا تھا۔سو پیکنگ کر کے ان کے پورشن میں آیا۔بیڈ سے ٹیک لگائے نجانے کیا سوچ رہی تھی۔

کہاں کھوئی ہوئی ہو؟ارشان نے قریب بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

اپنے کیپٹن کو سوچ رہی تھی۔اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہر وقت کیپٹن کیپٹن کرتی رہتی ہو کبھی میرا بھی خیال کر لیا کرو مجھے کتنا دکھ ہوتا ہو گا مگر تم، تمھیں سوائے کیپٹن کے کوئی دکھائی ہی نہیں دیتا حد ہو گئی ہے۔ مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ غصے میں پیر پٹختا اپنے پورشن کی طرف نکل گیا۔

اسے کیا ہوا ہے؟ ثمینہ بیگم نے کمرے میں داخل ہو کر حیرت کا مظاہرہ کیا۔

عرشین ہونق بنی بیٹھی تازہ صورتحال پر غور کر رہی تھی وہ اس قدر غصہ کبھی نہیں ہوا تھا۔

عرشین کا سر یوں ہی ثمینہ بیگم کی گود میں دھرا تھا۔ ماضی کا سفر طے کر کے حال میں آئی تو کچھ خیال آنے پر ارشان کے نمبر پر میسیج ٹائپ کر کے بھیجا۔

ارشان چاند رات کو گھر کی جانب سفر کرنے والا تھا یوں عید کی صبح اسے گھر میں موجود ہونا تھا۔ اپنے نمبر پر میسیج کی بپ سن کر فون آن کیا تو عرشین کا میسیج جگمگا رہا تھا۔

"اگر کسی کو تکلیف دے کر بھی سکون کی نیند سو لیتے ہو تو اپنے ضمیر کا جنازہ پڑھ لو

کیونکہ وہ وفات پا چکا ہے۔ "

وہ میسیج پڑھتے ہی مسکرا دیا۔

عرشین! خوابوں کی تکمیل کے لیے بہت کچھ سہنا پڑتا ہے اور تمہارے خواب کی تعبیر کے لیے مجھے بہت کچھ سہنا پڑ رہا ہے اور تم ایک دوری نہیں سہ پا رہی۔

میسیج ٹائپ کر کے ارشمان نے ریموو کر دیا تھا۔

اس رات لیپ ٹاپ پر اسکرولنگ کے دوران کیپٹن کی سیٹیں دیکھتے ہی اس نے اپلائے کر دیا تھا۔ گھر والوں کو بھی تین ماہ پہلے بتایا تھا جب اس کی ٹریننگ شروع ہوئی تھی۔ مگر عرشین اس سب سے بے خبر تھی۔ وہ اسے بتانے ہی والا تھا مگر اس کے منہ سے ایک بار پھر کیپٹن کا راگ سن کر وہ غصے میں آ گیا تھا۔ مگر اپنے پورشن میں آ کر اس ستم گر کا انتظار کرتا رہا تھا شاید ملنے آ جائے مگر نہیں آئی تھی۔ اب تک وہ بظاہر ناراضگی قائم رکھے ہوئے تھا۔ نکاح کی خبر دے کر اسے پریشان کر کے کیپٹن کی وردی میں دلہا بن کر سرپرائز بھی اس نے دینا تھا۔ اس کے تاثرات سوچ کر ہی ارشمان کی روح تک سرشار ہو جاتی تھی۔

یہ دو دن اس نے شاپنگ میں گزارے تھے۔ عرشین کے لیے سرخ میکسی اور اپنے لیے کیپٹن کی وردی سنبھال کر رکھ لیے تھے۔

وہ دو دن تک اس کے جواب کا انتظار کرتی رہی تھی اب بھی چاند آسمان پر ظاہر ہوتے ہی اس نے بے اختیار اسے میسیج بھیجا تھا۔

I am missing you sooo much.

دوسری طرف بس میں بیٹھے ارشان نے مسکرا کر اس کا میسیج پڑھا تھا مگر کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

امی! یہ کیا بات ہوئی؟ میں نے تو کیپٹن کو دیکھا تک نہیں حتیٰ کہ تصویر تک نہیں۔ بیوٹی پارلر میں اس نے شور مچا رکھا تھا۔

تو کیا ہوا اب ہال میں ایک ہی دفعہ نکاح کے بعد دیکھ لینا۔ زینب آپی نے اسے مشورہ دیا۔

تیار ہوتے ہی انھیں ہال میں پہنچنا تھا مگر تیار ہونے سے پہلے ہی اسے یاد آیا تھا کسی نے

ہونے والے دلہا کی تصویر نہیں دکھائی۔خدا خدا کر کے وہ تیار ہونے بیٹھی تھی۔ایک گھنٹہ پہلے سعودیہ عرب سے اس کے بابا پہنچے تھے۔

تیار ہوتے وقت وہ سوچ رہی تھی ارشان نے اس کے ساتھ اچھا نہیں کیا وہ بھی حال میں اسے اس کی بیگم سمیت نظرانداز کرے گی۔اس کی دلہن دیکھنے کا بھی اسے کوئی شوق نہیں تھا۔ مگر سب سے پہلے بابا کے سینے لگ کر سب کی شکایتیں ضرور کرے گی۔اس کی اسی عادت کی وجہ سے ارشان کبھی کبھی "شکایتی ٹٹو" کہتا تھا جس پر وہ خوب چڑتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہنستے ہنستے وہ رو پڑی تھی۔

ارشان! میں کیسے رہوں گی تمہارے بغیر؟ چند دن پہلے ہی تو اسے ادراک ہوا تھا وہ محبت کرنے لگی تھی اس سے۔

گھر والے اس کی حالت سے بے خبر تھے۔

لال میکسی میں دلہن بنے اسٹیج پر بیٹھی وہ سوچ رہی تھی یہ کیسی عید ہے اس کی جو عید ہو

کر بھی عید نہیں لگ رہی۔ارشمان کی سنگت میں ہر دن جیسے عید ہوا کرتا تھا۔ایک بار پھر اس بے وفا کو یاد کر کے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔

میرا بچہ کیوں رو رہا ہے؟ابھی مولوی صاحب نکاح پڑھانے آ رہے ہیں کیا سوچیں گے ہم زبردستی کر رہے ہیں۔اس کے بابا مولوی صاحب کے آنے سے چند لمحات پہلے بیٹی کے پاس آ کر بیٹھے۔کچھ پل اس کے ساتھ گزارنا چاہتے تھے۔

بابا!اتنا کہ کر وہ ان کے سینے سے جا لگی۔

دیکھو تو مولوی صاحب بھی آ گئے ہیں اگر یوں ہی روتی رہو گی تو تمہارے کیپٹن نے پھر سے بھاگ جانا ہے پہلے ہی بڑی مشکل سے ملا ہے۔وہ اسے ہنسانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

کچھ ہی دیر میں مولوی صاحب آ گئے تھے نکاح کے دوران لڑکے کا نام ارشمان حامد لیے جانے پر اس نے بے یقینی سے سر اٹھا کر سب کو دیکھا تھا۔

ایک طرف برسوں کا خواب ٹوٹتا دکھائی دے رہا تھا تو دوسری طرف چند دنوں کی محبت ملنے کو بے تاب تھی۔لمحوں کا کھیل تھا۔قسمت نے محبت کا ساتھ دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نکاح کے بعد دلہا عورتوں والی سائیڈ پر آیا مگر عرشین نے نظریں اٹھا کر نہیں دیکھا اسے قلق تھا خواب کو محبت کے ہاتھوں دفنانے کا۔

تبھی خوشبوؤں میں نہایا ہوا وہ اسٹیج کے قریب آ کر رکا تھا۔

ارے واہ دلہا میاں تو لگتا ہے سیدھا ہی یونٹ سے آ گئے ہیں وردی اتارنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ کسی کی آواز پر اس نے بے ساختہ نظریں اٹھائیں۔ کیپٹن کی وردی میں ملبوس ارشان مسکراتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ وہ اپنی جگہ مبہوت کھڑی تھی۔ عرشین کو لگا جیسے اس کی عید تو اب ہوئی ہے۔

وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھا تھا عرشین اس کے استقبال کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے قریب آتے ہی مسکرا کر بولی :

"عید مبارک" مجھے لگتا ہے جیسے اب میری عید ہوئی ہے۔

خیر مبارک عرشین ارشان کیسا لگا میرا سرپرائز؟ دونوں مسکرا کر صوفے پر بیٹھے۔

مجھے لگا میرا اتنا پرانا خواب ہار گیا اور نئی نویلی محبت جیت گئ۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ ارشان کو محبتوں کا اک جہان اس کی آنکھوں میں بسا نظر آیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیسا لگتا ہے میرا ساتھ ؟رسموں کے دوران اسے ارشمان کی آواز اپنے کان میں سنائی دی

"تیرے سنگ عید لاگے "عرشین کی سرگوشی پر وہ جی جان سے مسکرایا۔

یہ کھسر پھسر بعد میں نہیں ہو سکتی۔زینب آپی انھیں مٹھائی کھلاتے ہوئے بولیں۔

سب کا قہقہہ بلند ہوا۔بچوں کو خوش دیکھ کر دونوں کے بڑے دل ہی دل میں خدا کا شکر بجالائے تھے۔عرشین نے اس قدر محبتوں بھرا آشیانہ پاکر خدا کا شکر ادا کیا تھا۔

****

ختم شدہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین